میں اس تلوار کو جسے اللہ نے کفار کے لیے نیام سے نکالا ہے پھر نیام میں نہیں رکھوں گا۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔراشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

سجاح بنت حارث اور مالک بن نُوَیْرَہ کے خلاف کی جانے والی مہمات کا تفصیلی تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ 13؍ مئی 2022ء بمطابق 13؍ ہجرت 1401 ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کے جو فتنے تھے ان کے خلاف جو مہمات ہوئیں ان کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس ضمن میں

حضرت خالد بن ولیدؓ کی بُطاح کے علاقہ کی جانب، مالک بن نُوَیْرَہ کی طرف پیش قدمی کی تفصیل

یوں بیان ہوئی ہے۔ بُطاح بنو اسد کے علاقے میں ایک چشمہ کا نام ہے۔ مالک بن نُوَیْرَہ کا تعلق بنو تمیم کی ایک شاخ بنو یربوع سے تھا۔ اس نے 9؍ ہجری میں اپنی قوم کے ساتھ مدینہ آ کر اسلام قبول کیا۔ مالک بن نُوَیْرَہ اپنی قوم کے سرداروں میں سے ایک تھا۔ عرب کے مشہور بہادر اور شہسواروں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے قبیلہ کی زکوٰة کے اموال وصول کرنے اور جمع کرنے کی ڈیوٹی سپرد کرتے ہوئے عاملِ زکوٰة کے عہدے پر مقرر کیا تھا لیکن جب آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور عرب میں ارتداد اور بغاوت کی لہر اٹھی تو مالک بن نُوَیْرَہ بھی مرتد ہونے والوں میں سے ایک تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر اس کو پہنچی تو اس نے خوشی اور مسرت کا جشن منایا۔ اس کے گھر کی عورتوں نے مہندی لگائی، ڈھول بجائے اور خوب فرحت و شادمانی کا اظہار کیا اور اپنے قبیلے کے ان مسلمانوں کو قتل کیا جو زکوٰۃ کی فرضیت کے قائل ہونے کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی رقم کو مسلمانوں کے مرکز یعنی مدینہ میں بھجوانے کے بھی قائل تھے۔ پس

یہ بھی بات یاد رکھنے والی ہے کہ ہر ایک شخص جس کو سزا دی گئی یا جس کے خلاف سختی کے اقدام کیے گئے اس نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی صرف یہی نہیں کہ مرتد ہو گئے تھے۔

بہرحال اس ضمن میں مزید ہے کہ اس نے ایک طرف تو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور زکوٰۃ کے جمع شدہ اموال اپنی قوم کے لوگوں کو واپس کر دیے اور دوسری طرف نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والی باغیہ سَجَاحْ بنت حارث کے ساتھ شامل ہو گیا جو کہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے آئی تھی۔

(الاصابه فی تمییز الصحابه جلد۵ صفحه ۵۶۰ دارالکتب العلمیة بیروت)
(سیرت سیدنا صدیق ابوبکرؓ از ابو النصر مترجم صفحہ 598، 713 مشتاق بک کارنر لاہور)
(فرہنگ سیرت صفحہ 63 زوار اکیڈیمی کراچی)
(معجم البلدان جلد۱ صفحه ۵۲۷)

سَجَاحْ کا تعارف

یہ ہے کہ سَجَاحْ بنت حارث اس کا نام تھا۔ ام صَادِرْ کنیت تھی۔ عرب کی ایک کاہنہ تھی اور ان چند مدعیانِ نبوت اور باغی قبائلی سرداروں میں سے تھی جو عرب میں ارتداد سے تھوڑی مدت پہلے یا اس کے دوران نمودار ہوئے تھے۔ سَجَاحْ قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتی تھی اور ماں کی جانب سے اس کا نسب قبیلہ بنو تَغْلَب سے جاملتا تھا جو اکثر مسیحی تھے۔ سَجَاحْ خود بھی مسیحی تھی اور اپنے مسیحی قبیلہ اور خاندان کی بنا پر مسیحیت کی اچھی خاصی عالم عورت تھی۔ یہ عراق سے مریدوں کے ساتھ آئی تھی اور مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتی تھی۔ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ سَجَاحْ ایرانیوں کی سازش کے تحت عرب میں داخل ہوئی

تھی تا کہ حالات کو دیکھ کر ایرانی حکومت کے زوال پذیر اقتدار کو تھوڑا سنبھالا دیا جا سکے۔ بہر حال سَجَاحؔ ان عوامل سے متاثر ہو کر جزیرۂ عرب میں داخل ہوئی۔ یہ طبعی امر تھا کہ وہ سب سے پہلے اپنی قوم بنو تمیم میں پہنچی۔ ایک گروہ زکوٰۃ ادا کرنے اور خلیفہ رسول اللہ کی اطاعت کرنے پر آمادہ تھا لیکن اس قبیلہ کا دوسرا فریق اس کی مخالفت کر رہا تھا۔ ایک تیسرا فریق بھی تھا جس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ بہر حال اس اختلاف نے اتنی شدت اختیار کی کہ بنو تمیم نے آپس ہی میں لڑنا اور جدال اور قتال شروع کر دیا۔ اسی اثنا میں ان قبائل نے سَجَاحؔ کے آنے کی خبر سنی اور انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سَجَاحؔ مدینہ پہنچ کر ابو بکرؓ کی فوجوں سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ پھر تو اختلاف نے مزید وسعت اختیار کر لی۔ سَجَاحؔ اس ارادے سے بڑھی چلی آ رہی تھی کہ وہ اپنے عظیم الشان لشکر کے ہمراہ اچانک بنو تمیم میں پہنچ جائے گی اور اپنی نبوت کا اعلان کر کے انہیں اپنے آپ پر ایمان لانے کی دعوت دے گی۔ سارا قبیلہ بالاتفاق اس کے ساتھ ہو جائے گا اور عُیَینہ کی طرح بنو تمیم بھی اس کے متعلق یہ کہنا شروع کر دیں گے کہ بنو یَربُوع کی نَبِیَّہ قریش کے نبی سے بہتر ہے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں اور سَجَاحؔ زندہ ہے۔ اس کے بعد وہ بنو تمیم کو ہمراہ لے کر مدینہ کی طرف کُوچ کرے گی، یہ اس کا پلان تھا، اور ابو بکرؓ کے لشکر سے مقابلہ کے بعد فتح یاب ہو کر مدینہ پر قابض ہو جائے گی۔ بہر حال سَجَاحؔ اور مالک بن نُوَیْرَہ کا آپس میں رابطہ بھی ہوا۔ سَجَاحؔ اپنے لشکر کے ہمراہ جب بنو یربوع کی حدود پر پہنچ گئی تو وہاں ٹھہر گئی اور قبیلہ کے سردار مالک بن نُوَیْرَہ کو بلا کر مصالحت کرنے اور مدینہ پر حملہ کرنے کی غرض سے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ مالک نے صلح کی دعوت تو قبول کر لی لیکن اس نے اسے مدینہ پر چڑھائی کے ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ مدینہ پہنچ کر ابو بکر کی فوجوں کا مقابلہ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنے قبیلہ کے مخالف عنصر کا صفایا کر دیا جائے۔ سَجَاحؔ کو بھی یہ بات پسند آئی اور اس نے کہا کہ جو تمہاری مرضی ہے۔ میں تو بنو یربوع کی ایک عورت ہوں جو تم کہو گے وہی کروں گی۔ سَجَاحؔ نے مالک کے علاوہ بنو تمیم کے دوسرے سرداروں کو بھی مصالحت کی دعوت دی لیکن وَکِیع کے سوا کسی نے یہ دعوت قبول نہیں کی۔ اس پر سَجَاحؔ نے مالک، وَکِیع اور اپنے لشکر کے ہمراہ دوسرے سرداروں پر دھاوا بول دیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی جس

میں جانبین کی کثیر تعداد، آدمی قتل ہوئے اور ایک ہی قبیلے کے لوگوں نے ایک دوسرے کو گرفتار کرلیا لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد مالک اور وکیع نے یہ محسوس کیا کہ انہوں نے اس عورت کی اتباع کر کے سخت غلطی کی ہے۔ اس پر انہوں نے دوسرے سرداروں سے مصالحت کر لی اور ایک دوسرے کے قیدی واپس کر دیے۔ اس طرح قبیلہ تمیم میں امن قائم ہوگیا۔ اب یہاں سَجَاحْ نے جب دیکھا کہ اس کی دال گلنی مشکل ہے، جو مقصد لے کے آئی تھی وہ پورا نہیں ہوسکتا تو اس نے بنو تمیم سے بوریا بستر اٹھایا اور مدینہ کی جانب کوچ کر دیا۔ نِبَاجْ کی بستی میں پہنچ کر اَوس بن خُزَیمہ سے اس کی مڈھ بھیڑ ہوئی جس میں سَجَاحْ نے شکست کھائی اور اوس بن خزیمہ نے اس طرح پر اسے واپس جانے دیا کہ اس امر کا پختہ ارادہ کرے کہ وہ مدینہ کی جانب پیش قدمی نہیں کرے گی۔ اس واقعہ کے بعد اہلِ جزیرہ کی فوج کے سردار ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے سَجَاحْ سے کہا اب آپ ہمیں کیا حکم دیتی ہیں۔ مالک اور وکیع نے اپنی قوم سے صلح کر لی ہے۔ نہ وہ ہمیں مدد دینے کے لیے تیار ہیں اور نہ اس بات پر رضا مند کہ ہم ان کی سرزمین سے گزر سکیں۔ ان لوگوں سے بھی ہم نے یہ معاہدہ کیا ہے اور مدینہ جانے کے لیے ہماری راہ مسدود ہوگئی ہے۔ اب بتاؤ ہم کیا کریں؟ سَجَاحْ نے جواب دیا کہ اگر مدینہ جانے کی راہ مسدود ہوگئی ہے تو بھی فکر کی کوئی بات نہیں تم یمامہ چلو۔ انہوں نے کہا اہلِ یمامہ شان وشوکت میں ہم سے بڑھے ہوئے ہیں اور مسیلمہ کی طاقت اور قوت بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب اس کے لشکر کے سرداروں نے سَجَاحْ سے آئندہ اقدام سے متعلق دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ عَلَيْكُمْ بِالْيَمَامَهْ، وَدُفُّوْا دَفِيفَ الْحَمَامَهْ، فَإِنَّهَا غَزْوَةٌ صَرَّامَهْ، لَا يَلْحَقُكُمْ بَعْدَهَا مَلَامَهْ کہ یمامہ چلو۔ کبوتر کی طرح تیزی سے ان پر جھپٹو۔ وہاں ایک زبردست جنگ پیش آئے گی جس کے بعد تمہیں پھر کبھی ندامت نہ اٹھانی پڑے گی۔ یہ مُسَجَّع مُقَفّٰی عبارت سننے کے بعد جسے اس کے لشکر والے وحی خیال کرتے تھے کہ نبی ہے۔ اس کو وحی ہوئی ہے۔ اس کے لیے ان کا حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ اس کا حکم مانا۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل، مترجم شیخ احمد پانی پتی۔ صفحہ 193 تا 198۔ اسلامی کتب خانہ)

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد 10 صفحہ 738 مطبوعہ لاہور)

سجاح جب اپنے لشکر کے ہمراہ یمامہ پہنچی تو مسیلمہ کو بڑا فکر پیدا ہوا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ

سَجَاحؔ کی فوجوں سے جنگ میں مشغول ہو گیا تو اس کی طاقت کمزور ہو جائے گی۔ اسلامی لشکر اس پر دھاوا بول دے گا اور ارد گرد کے قبائل بھی اس کی اطاعت کا دم بھرنے سے انکار کر دیں گے۔ یہ سوچ کر اس نے سَجَاحؔ سے مصالحت کرنے کی ٹھانی۔ پہلے اسے تحفے تحائف بھیجے۔ پھر کہلا بھیجا کہ وہ خود اس سے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے مسیلمہ کو باریابی کی اجازت دے دی۔ مسیلمہ بنو حنیفہ کے چالیس آدمیوں کے ہمراہ اس کے پاس آیا اور خلوت میں اس سے گفتگو کی اور اس گفتگو میں مسیلمہ نے کچھ مسجع مقفیٰ عبارتیں سَجَاحؔ کو سنائیں جن سے وہ بہت متاثر ہوئی۔ سَجَاحؔ نے بھی جواب میں اسی قسم کی عبارتیں سنائیں۔ سجاح کو پوری طرح اپنے قبضہ میں لینے اور ہمنوا بنانے کے لیے

مسیلمہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ہم دونوں اپنی نبوتوں کو یکجا کر لیں اور باہم رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں،

شادی کر لیں۔ سَجَاحؔ نے یہ مشورہ قبول کر لیا اور مسیلمہ کے ساتھ اس کے کیمپ میں چلی گئی۔ تین روز تک وہاں رہنے کے بعد یہ اپنے لشکر میں واپس آئی اور ساتھیوں سے ذکر کیا کہ اس نے مسیلمہ کو حق پر پایا ہے اس لیے اس سے شادی کر لی ہے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کچھ مہر بھی مقرر کیا۔ اس نے کہا مہر تو مقرر نہیں کیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ واپس جائیں اور مہر مقرر کر کے آئیں کیونکہ آپ جیسی شخصیت کے لیے مہر کے بغیر شادی کرنا زیبا نہیں۔ چنانچہ وہ مسیلمہ کے پاس واپس گئی اور اسے مہر کے بارے میں اپنی آمد کے مقصد سے آگاہ کیا۔ مسیلمہ نے اس کی خاطر عشاء اور فجر کی نمازوں میں تخفیف کر دی۔ یعنی کہ عشاء اور فجر کی نمازوں میں کمی کر دی اور وہ بند کر دیں۔ بہر حال مہر کے بارے میں یہ تصفیہ ہوا کہ مسیلمہ یمامہ کی زمینوں کے لگان کی نصف آمد سَجَاحؔ کو بھیجے گا۔ سَجَاحؔ نے یہ مطالبہ کیا کہ وہ آئندہ سال کی نصف آمدنی میں سے اس کا حصہ پہلے ہی ادا کر دے۔ اس پر مسیلمہ نے نصف سال کی آمدنی کا حصہ اسے دے دیا جسے لے کر وہ جزیرہ واپس آ گئی۔ بقیہ نصف سال کی آمدنی کے حصول کے لیے اس نے اپنے کچھ آدمیوں کو بنو حنیفہ ہی میں چھوڑ دیا۔ سَجَاحؔ بدستور بنو تغلب میں مقیم رہی۔ اس کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ بعد میں اس نے توبہ کر لی اور اسلام قبول کر لیا۔ بعض کے نزدیک حضرت عمرؓ کے زمانے میں اس نے اسلام قبول کیا یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہؓ نے قحط والے سال اسے اس

کی قوم کے ساتھ بنو تمیم میں بھیج دیا جہاں وہ وفات تک مسلمان ہونے کی حالت میں مقیم رہی۔
(حضرت ابو بکر صدیقؓ، از محمد حسین ہیکل، اردو ترجمہ از شیخ احمد پانی پتی ص 198-199)
(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)
(البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ صفحہ ۲۵۹ دار ھجر بیروت ۱۹۹۷ء)

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت خالد بن ولید کو حکم دیا تھا کہ طُلَیْحَہ اَسَدِی کے معاملے سے فارغ ہو کر مالِک بن نُوَیْرَہ کے مقابلے کے لیے جائیں جو بُطاحؔ میں ٹھہرا ہوا تھا۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت خالدؓ جب بُطاحؔ آئے تو انہوں نے وہاں کسی کو بھی نہیں پایا۔ البتہ انہوں نے دیکھا کہ مالک کو جب اسے اپنے معاملہ میں تردد ہوا تو اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو ان کی جائیداد کی دیکھ بھال کے لیے بھیج دیا اور اکٹھا ہونے کی ممانعت کی ہے۔ پہلے اس عورت سے علیحدگی بھی ہو چکی تھی یا شاید اس وجہ سے بھی اس میں خیال پیدا ہوا کہ مقابلہ مشکل ہے۔ بہر حال حضرت خالدؓ نے مختلف فوجی دستے ادھر ادھر روانہ کیے اور ان کو ہدایت کی کہ جہاں پہنچیں وہاں پہلے اسلام کی دعوت دیں جو اس کا جواب نہ دے اسے گرفتار کر لائیں اور جو مقابلہ کرے اسے قتل کر دیں۔ انہی دستوں میں سے ایک دستہ مالک بن نُوَیْرَہ کو جس کے ساتھ بنو ثَعْلَبہ بن یَرْبُوع کے چند آدمی عَاصِم، عُبَید، عَرِین اور جعفر تھے گرفتار کر کے خالد کے پاس ان کو لایا گیا۔ اس دستے کے لوگوں میں جن میں حضرت ابو قتادہؓ بھی تھے ان کا اختلاف ہو گیا۔ یہاں ایک روایت عروہ کے باپ سے ہے کہ اس موقع پر مہم کے بعد لوگوں نے تو شہادتیں دیں کہ جب ہم نے اذان دی، اقامت کہی اور نماز پڑھی تو ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا مگر دوسروں نے کہا کہ نہیں ایسا کچھ نہیں ہوا۔ حضرت ابو قتادہؓ نے اس بات کی شہادت دی کہ انہوں نے اذان دی، اقامت کہی اور نماز پڑھی۔ اس اختلاف شہادت کی وجہ سے حضرت خالدؓ نے ان لوگوں کو قید کر دیا۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

مالک بن نُوَیْرَہ کے قتل کے متعلق دو طرح کی روایتیں ملتی ہیں

یہ روایت ہے کہ مالک بن نُوَیْرَہ کو قتل کیا گیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس رات اس قدر شدید سردی تھی کہ کوئی چیز اس کی تاب نہیں لاتی تھی۔ جب سردی اَور بڑھنے لگی تو حضرت خالدؓ نے منادی کو

حکم دیا۔ اس نے بلند آواز سے کہا کہ أَدْفِئُوا أَسْرَاكُمْ کہ اپنے قیدیوں کو گرم کرو۔ یعنی ان کو سردی سے بچانے کا انتظام کرو لیکن بنو کنانہ میں یہ محاورہ مختلف تھا۔ یہاں کے محاورے میں اس لفظ کے معنی یہ تھے کہ قتل کرو۔ سپاہیوں نے اس لفظ کا مفہوم مقامی محاورے کے اعتبار سے یہ سمجھ لیا کہ ان قیدیوں کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔ اس پر انہوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ حضرت ضِرار بن اَزْوَر نے مالک کو قتل کیا اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ عبد بن اَزْوَر اَسَدی نے مالک کو قتل کیا تھا۔ مگر کلبی کہتے ہیں ضرار بن ازور نے ان کو قتل کیا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو جب شور و غل سنائی دیا تو وہ اپنے خیمہ سے باہر آئے مگر اس وقت تک سپاہی ان سب قیدیوں کا کام تمام کر چکے تھے۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ انہوں نے کہا اللہ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ تو بہر حال ہو کر رہتا ہے۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۳، ۲۷۴ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۲ء)

دوسری روایت یہ بھی ہے کہ حضرت خالدؓ نے مالک بن نُوَیْرَہ کو اپنے پاس بلایا۔ سَجَاحْ کا ساتھ دینے اور زکوٰۃ روکنے کے سلسلہ میں اس کو تنبیہ فرمائی اور اسے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ زکوٰۃ نماز کی ساتھی ہے یعنی دونوں ایک جیسے ہی حکم ہیں اور تم نے زکوٰۃ کو دینے سے انکار کر دیا تھا۔ مالک نے کہا تمہارے صاحب کا یہی خیال تھا یعنی بجائے اس کے کہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خیال تھا۔ رسول کے بجائے صاحب یا ساتھی کہہ کر پکارا۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا کیا وہ ہمارے صاحب ہیں۔ تمہارے صاحب نہیں؟ پھر حکم دیا اے ضِرار اس کی گردن اڑا دو۔ پھر اس کی گردن اڑا دی گئی۔

(سیدنا ابو بکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 332 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

اس کے مرنے کی ایک روایت یہ ہے۔

تواریخ کی روایات کے مطابق اس سلسلہ میں ابو قتادہ نے خالدؓ سے گفتگو کی اور دونوں کے درمیان بحث ہوئی اور ابو قَتَادَہؓ حضرت خالدؓ سے اختلاف کرتے ہوئے لشکر کو چھوڑ کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس چلے آئے اور حضرت ابو بکرؓ سے شکایت کی کہ خالدؓ نے مالِك بن نُوَیْرَہ کو قتل کروایا ہے جبکہ وہ مسلمان تھا اور پھر اس کی بیوی سے شادی کر لی ہے اور نہ ہی عرب کے لوگ دورانِ جنگ اس طرح کی شادی کو اچھی بات سمجھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بھی ابو قتادہ کے موقف کی پُرزور حمایت کی۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۳-۲۷۴ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت ابوبکرؓ ابو قتادہؓ سے اس بات پر سخت برہم ہوئے کہ وہ امیر لشکر حضرت خالدؓ کی اجازت کے بغیر لشکر کو چھوڑ کر مدینہ آئے ہیں اور ان کو حکم دیا کہ وہ حضرت خالدؓ کے پاس واپس جائیں۔ چنانچہ ابو قتادہ حضرت خالدؓ کے پاس واپس چلے گئے۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

تاریخ طبری میں اس کی مزید تفصیل یوں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ خالدؓ ایک مسلمان کے خون کا ذمہ دار ہے اور اگر یہ بات ثابت نہ ہو سکے تو اس قدر تو ثابت ہے کہ جس سے ان کو قید کر دیا جائے۔ اس معاملے میں کہ قتل تو بہر حال ہوا ہے حضرت عمرؓ نے بہت اصرار کیا۔ چونکہ حضرت ابوبکرؓ اپنے عُمّال اور فوجی افسران کو کبھی قید نہیں کرتے تھے اس لیے انہوں نے فرمایا اے عمر! اس معاملے میں خاموشی اختیار کرو۔ خالد بن ولیدؓ سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے۔ تم ان کے بارے میں ہرگز کچھ مت کہو اور حضرت ابوبکرؓ نے مالک کا خون بہا ادا کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے خالد کو خط لکھ کر آنے کو کہا۔ وہ آئے اور انہوں نے اس واقعہ کی پوری تفصیل بیان کی اور معذرت چاہی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی معذرت قبول کی۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

ایک روایت میں

حضرت خالدؓ کے مدینہ حاضر ہونے کا واقعہ

یوں بیان ہوا ہے کہ خالدؓ اس مہم سے پلٹ کر مدینہ آئے اور مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ جب مسجد میں آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر قبضہ کر لیا۔ بخدا میں تم کو سنگسار کروں گا۔ خالدؓ نے اس وقت ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کا بھی یہی خیال ہے۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس چلے گئے۔ سارا واقعہ سنایا۔ معذرت چاہی اس پر حضرت ابوبکرؓ نے ان کی معذرت قبول فرمائی۔ حضرت ابوبکرؓ کی خوشنودی حاصل کر کے وہ اٹھ آئے۔ حضرت عمر مسجد میں بیٹھے تھے۔ خالد نے کہا: اے ام شَمْلَہ کے بیٹے! میرے پاس آؤ۔ کیا کہتے ہو۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے کہ حضرت ابوبکرؓ ان سے راضی ہو گئے ہیں جو حضرت خالدؓ اس طرح بات کر کے جا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ خاموشی سے اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور خالدؓ سے کوئی بات نہیں کی۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

ایک اَور روایت کے مطابق مالک کا بھائی مُتَمِّم بن نُوَیْرَہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس اپنے بھائی کا قصاص لینے آیا اور اس نے درخواست کی کہ ہمارے قیدی رہا کر دیے جائیں۔حضرت ابوبکرؓ نے قیدیوں کی رہائی کے لیے اس کی درخواست قبول کر لی اور حکم لکھ دیا اور مالک کی دیت ادا کر دی۔حضرت عمرؓ نے حضرت خالدؓ کے متعلق ابوبکرؓ سے سخت اصرار کیا کہ ان کو برطرف کر دیا جائے اور کہا کہ ان کی تلوار میں بے گناہ مسلمان کا خون ہے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا عمر! یہ نہیں ہوسکتا۔

میں اس تلوار کو جسے اللہ نے کفار کے لیے نیام سے نکالا ہے پھر نیام میں نہیں رکھوں گا۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

جب حضرت ابوبکرؓ نے دیت ادا کر دی تو شریعت کے مطابق انصاف تو پھر قائم ہو گیا اور مزید کارروائی کی ضرورت نہیں تھی اس لیے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اس قصے کو اب بند کرو۔

اس بارے میں مالک بن نُوَیْرَہ کا جو قصہ ہے، اس کے قتل کی بابت جو الزام ہے اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں۔تحفہ اثنا عشریہ ان کی کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں کہ دراصل جو واقعہ پیش آیا اس کی تعبیر ان لوگوں نے صحیح بیان نہیں کی اور جب تک صحیح حالات نہ معلوم ہوں اس وقت تک اعتراض کی بے وقعتی ظاہر ہے۔سیرت و تاریخ کی معتبر کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ مدعی نبوت طُلَیْحَہ بن خُوَیلد اَسَدِی کی مہم سے حضرت خالدؓ جب فارغ ہو کر نَواحِ بُطاحْ کی طرف متوجہ ہوئے تو اطراف اور جوانب کی طرف فوجی دستے روانہ کیے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور طریقے کے مطابق ان کو ہدایت کی کہ جس قوم، قبیلہ اور گروہ پر چڑھائی کرو وہاں سے اگر تمہیں اذان سنائی دے تو وہاں قتل و غارت گری سے باز رہو۔اگر اذان سنائی نہ دے تو اسے دارالحرب قرار دے کر پوری فوجی کارروائی کرو۔اتفاقاً اس دستہ میں جناب ابوقتادہ انصاریؓ بھی تھے جو مالک بن نُوَیْرَہ کو پکڑ کر حضرت خالدؓ کے پاس لائے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بُطاحْ کی سرداری ملی ہوئی تھی اور اس کے گردونواح کے صدقات کی وصولی بھی اسی کے سپرد تھی۔جناب ابوقتادہؓ نے اذان سننے کی گواہی دی مگر اسی دستے کی ایک جماعت نے کہا کہ ہم نے اذان کی آواز نہیں سنی مگر اس کے پیشتر گردونواح کے معتبرین کے ذریعہ یہ بات حتمی اور ثبوتی

طور پر معلوم ہو چکی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر مالک بن نُوَیْرَہ کے اہل خانہ نے خوب جشن منایا تھا۔عورتوں نے ہاتھوں میں مہندی رچائی تھی، ڈھول بجائے تھے اور خوب خوب فرحت و شادمانی کا اظہار کیا تھا اور مسلمانوں کی اس مصیبت پر خوش ہوئے تھے۔ پھر مزید ایک بات یہ ہوئی کہ مالک بن نُوَیْرَہ سے سوال و جواب کے دوران اس کے منہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے الفاظ نکلے جس کے کفار اور مرتدین اپنی گفتگو میں عادی تھے اور استعمال کرتے تھے۔یعنی قَالَ رَجُلُکُمْ اَوْ صَاحِبُکُم کہ تمہارے آدمی یا تمہارے ساتھی نے ایسا کہا۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی منکشف ہو چکی تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر مالک بن نُوَیْرَہ نے وصول شدہ صدقات بھی اپنی قوم کو یہ کہہ کر واپس کر دیے تھے کہ اچھا ہوا اس شخص کی موت سے تم نے مصیبت سے چھٹکارا پا لیا۔ ان حالات اور اپنے سامنے اس کی گفتگو کے انداز سے حضرت خالدؓ کو اس کے ارتداد کا یقین ہو گیا اور آپؓ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور جب مدینہ میں اس واقعہ کی اطلاع پہنچی اور پھر جناب ابو قتادہؓ بھی آپؓ سے ناراض ہو کر دار الخلافہ پہنچے اور قصور وار حضرت خالد کو ہی ٹھہرایا۔ تو ابتداءً حضرت عمر فاروقؓ کا یہی خیال تھا کہ خون ناحق ہوا ہے اور قصاص واجب ہے مگر حضرت ابو بکرؓ نے حضرت خالدؓ کو طلب فرما کر تفتیش حال کی۔ ان سے پورا واقعہ پوچھا اور حالات و واقعات کا سارا راز آپ پر منکشف ہوا تو آپؓ نے ان کو بے قصور قرار دے کر ان سے کچھ تعارض نہ کیا اور ان کو اسی سابقہ عہدے پر بحال رکھا۔

(تحفہ اثنا عشریہ اردو صفحہ 517-518 مترجم خلیل الرحمٰن نعمانی دار الاشاعت کراچی 1982ء)

مالک بن نُوَیْرَہ کے قتل کے متعلق ایک اور مصنف لکھتے ہیں کہ مالک بن نُوَیْرَہ کے سلسلہ کی روایات میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ان کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں بہت اختلاف ہے کہ آیا وہ مظلوم قتل ہوا یا یہ کہ وہ قتل کا مستحق تھا۔

مالک بن نُوَیْرَہ کو جس چیز نے ہلاک کیا وہ اس کا کبر اور غرور اور تمرّد تھا۔

جاہلیت اس کے اندر باقی رہی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ رسول کی اطاعت اور بیت المال کے حق زکوٰۃ کی ادائیگی میں ٹال مٹول نہ کرتا۔ یہ لکھتے ہیں کہ میرے تصور کے مطابق یہ شخص

سرداری اور قیادت کا شوقین تھا اور ساتھ ہی ساتھ بنو تمیم کے سرداروں میں سے اپنے ان بعض اقارب سے اس کو خلش تھی جنھوں نے اسلامی خلافت کی اطاعت قبول کر لی تھی اور حکومت کے سلسلہ میں اپنے واجبات کو ادا کر دیا تھا۔ جو لوگ خلافت کی اطاعت میں آ گئے تھے اور زکوٰۃ وغیرہ ادا کر رہے تھے ان سے اس کو خلش تھی۔ اس کے اقوال و افعال دونوں ہی اس تصور کی تائید کرتے ہیں۔ اس کا مرتد ہونا اور سَجَاحْ کا ساتھ دینا، زکوٰۃ کے اونٹوں کو اپنے لوگوں میں تقسیم کر دینا، زکوٰۃ کا ابو بکر کو دینے سے روکنا، تَمرُّدُ و عِصیان کے سلسلہ میں اپنے قرابت دار مسلمانوں کی نصیحتوں کو نہ سننا یہ سب اس پر فرد جرم ثابت کرتے ہیں اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ شخص اسلام کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھا۔ ایک طرف مسلمان کہلاتا تھا، کہلانا چاہتا تھا اور دوسری طرف کفر کے قریب تھا اور اگر مالک بن نُوَیْرَہ کے خلاف کوئی حجت و دلیل نہ ہو تو اس کا صرف زکوٰۃ روک لینا ہی اس پر فرد جرم عائد کرنے کے لیے کافی ہے۔متقدمین کے یہاں یہ ایک ثابت شدہ حقیت ہے کہ اس نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تھا۔ ابن عبد السلام کی کتاب طبقات فُحُوْلُ الشُّعَرَاء میں ہے کہ یہ متفق علیہ بات ہے کہ خالد نے مالک سے گفتگو کی اور اس کو اس کے موقف سے پھیرنے کی کوشش کی لیکن مالک نے نماز کو تسلیم کیا۔ اس نے کہا نماز تو پڑھ لوں گا اور زکوٰۃ سے اعراض کیا اور شرح مسلم میں امام نَوَوِی مرتدین کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ انہی کے ضمن میں وہ حضرات بھی تھے جو زکوٰۃ کو تسلیم کرتے تھے اور اس کی ادائیگی سے رکے نہیں تھے لیکن ان کے سرداروں نے انہیں اس سے روک دیا۔بعض لوگ چاہتے تھے کہ جن پر نمازوں کے ساتھ زکوٰۃ بھی فرض ہے وہ زکوٰۃ ادا کریں لیکن سرداروں نے اسے روک دیا اور ان کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے جیسا کہ بَنُویَربُوع۔انہوں نے اپنی زکوٰۃ اکٹھی کی اور اس کو ابو بکرؓ کے پاس بھیجنا چاہتے تھے لیکن مالک بن نُوَیْرَہ نے انہیں روک دیا اور ان کی زکوٰۃ کو لوگوں میں تقسیم کر دیا۔حضرت ابو بکرؓ نے مالک بن نُوَیْرَہ کے معاملے میں پوری تحقیق کی اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ خالد بن ولیدؓ مالک بن نُوَیْرَہ کے قتل کے اتہام میں بری ہیں۔ ابو بکرؓ اس سلسلہ میں حقائقِ امور سے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقف تھے اور گہری نگاہ رکھتے تھے کیونکہ آپؓ خلیفہ تھے اور تمام خبریں آپؓ کو پہنچتی تھیں اور آپؓ کا ایمان بھی سب پر بھاری تھا۔ خالدؓ کے ساتھ تعامل میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کر

رہے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو جو ذمہ داری سونپی اس سے انہیں کبھی معزول نہیں کیا اور اگرچہ ان سے بعض ایسی چیزیں صادر ہوئیں جن سے آپ مطمئن نہ تھے۔ آپ ان کے عذر کو قبول فرماتے اور لوگوں سے فرماتے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خالد کے عذر کو قبول فرماتے اور لوگوں سے فرماتے

خالد کو تکلیف مت پہنچاؤ۔ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار پر مسلط کر دیا تھا۔

(ماخوذ سیدنا ابو بکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 333 تا 334 و 337 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

پھر ایک اَور اعتراض اسی ضمن میں آگے یہ بھی آتا ہے کہ حضرت خالدؓ نے ام تمیم بنت مِنْہَال سے شادی کی تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے متعلق اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپؓ نے دوران جنگ لیلیٰ بنت مِنْہَال سے شادی کی اور عدت گزرنے کا بھی انتظار نہیں کیا۔ اس شادی کے متعلق تاریخ طبری میں ان الفاظ میں ذکر ہے کہ حضرت خالدؓ نے ام تمیم مِنْہَال کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اور زمانہ طہر کو ختم کرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا کیونکہ عرب جنگ کے دوران عورتوں سے تعلقات کو برا سمجھتے تھے اور جو ایسا کرتا اسے طعنہ دیتے تھے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۷۳۔ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۲ء)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جب وہ یعنی لَیلیٰ بنت مِنْہَال حلال ہوگئی تو حضرت خالدؓ نے اس سے شادی کی۔

(البدایة والنهایة لابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۱۸ دار الکتب العلمیة بیروت)

علامہ ابن خَلِکّان لکھتے ہیں کہ ام تمیم نے تین مہینے گزار کر اپنی عدت پوری کی اور پھر حضرت خالدؓ نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا جو اس نے قبول کر لیا۔

(وفیات الاعیان جزء ۵ صفحہ ۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۸ء)

حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دراصل

یہ قصہ ہی من گھڑت ہے

اس لیے کہ کسی مستند اور معتبر کتاب میں اس کی کوئی روایت نہیں ملتی۔ بعض غیر معتبر کتابوں میں یہ روایت

ملتی بھی ہے تو اس کا جواب بھی ساتھ ساتھ اسی روایت میں موجود ہے کہ مالک بن نُوَیْرَہ نے اس عورت کو ایک عرصہ سے طلاق دے رکھی تھی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مالک بن نُوَیْرَہ کی بیوی تھی اور اس کو قتل کر کے حضرت خالد بن ولیدؓ نے شادی فوراً کر لی اور اصل میں قتل ہی اس لیے کیا تھا کہ شادی کرنا چاہتے تھے لیکن بہرحال یہ کہتے ہیں کہ مالک بن نُوَیْرَہ نے اس عورت کو ایک عرصہ سے طلاق دے رکھی تھی اور اس نے جاہلیت کی پائیداری میں اسے یوں ہی گھر میں ڈال رکھا تھا۔ اسی رسم جاہلیت کے توڑنے پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں روکے نہ رکھو۔ لہٰذا اس عورت کی عدت تو کب کی پوری ہو چکی تھی اور نکاح حلال ہو چکا تھا۔ (تحفہ اثنا عشریہ مترجم خلیل الرحمان نعمانی صفحہ 518 دار الاشاعت کراچی 1982ء)۔ کیونکہ اس نے طلاق دے کر صرف اپنے گھر میں رکھا ہوا تھا۔

حضرت خالدؓ کی شادی کے متعلق ایک اَور مصنف لکھتے ہیں کہ ام تمیم کا نام لیلیٰ بنت سِنَان مِنْہَال تھا۔ یہ مالک بن نُوَیْرَہ کی بیوی تھی۔ حضرت خالدؓ کی اس سے شادی سے متعلق بڑا جدال واقع ہوا ہے۔ بڑی لڑائی جھگڑے ہوتے رہے، بڑی بحثیں چلیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے خالد پر اتہام باندھا کہ وہ امِ تمیم کے حسن و جمال پر فریفتہ تھے اور اس سے عشق رکھتے تھے اس لیے صبر نہ کر سکے اور قید میں آتے ہی اس سے شادی کر لی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ یہ شادی نہیں بلکہ زنا تھا لیکن یہ قول من گھڑت اور صریح جھوٹ ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ قدیم مراجع مصادر میں اس کی طرف اشارہ تک نہیں ملتا۔ جو بھی روایتیں ہیں یا سورسز (sources) ہیں ان میں کوئی ثبوت نہیں جو ثابت ہو رہا ہو۔

علامہ ماوَردی فرماتے ہیں کہ خالد نے مالک بن نُوَیْرَہ کو اس لیے قتل کیا تھا کہ اس نے زکوٰۃ روک لی تھی جس کی وجہ سے اس کا خون حلال ہو گیا تھا اور اس کی وجہ سے ام تمیم سے اس کا نکاح فاسد ہو گیا تھا اور مرتدین کی عورتوں کے سلسلہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ جب وہ دار الحرب سے جا ملیں تو ان کو قید کیا جائے قتل نہ کیا جائے۔ جیسا کہ امام سَرْخَسِی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جب ام تمیم قیدی بن کر آئی تو خالد نے اس کو اپنے لیے منتخب کر لیا اور جب وہ حلال ہو گئی تب اس نے اس سے ازدواجی

تعلقات قائم کیے اور شیخ احمد شاکر اس مسئلہ پر تعلیق چڑھاتے ہوئے کہتے ہیں، مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خالدؓ نے ام تمیم اور اس کے بیٹے کو مِلک یمین کے طور پر لیا تھا کیونکہ وہ جنگی قیدی تھیں اور اس طرح کی خواتین کے لیے کوئی عدت نہیں۔ اگر وہ حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس کے مالک کا اس کے قریب ہونا حرام ہے۔ اگر حاملہ نہیں ہے تو صرف ایک مرتبہ حیض آنے تک دور رہے گا۔ یہ مشروع اور جائز ہے اس پر طعن و تشنیع کی گنجائش نہیں لیکن خالد کے مخالفین اور دشمنوں نے اس موقع کو اپنے لیے غنیمت سمجھا اور اس زعم باطل میں مبتلا ہوئے کہ مالک بن نُوَیْرَہ مسلمان تھا اور خالد نے اس کو اس کی بیوی کے لیے قتل کر دیا۔ اسی طرح

خالد پر یہ اتہام لگایا گیا کہ انہوں نے اس شادی کے ذریعہ سے عرب کے عادات و اطوار کی مخالفت کی ہے۔

چنانچہ عَقّاد کا کہنا ہے کہ خالدؓ نے مالک بن نُوَیْرَہ کو قتل کر کے اس کی بیوی سے میدانِ قتال میں شادی کی جو جاہلیت اور اسلام میں عربوں کی عادت کے خلاف اور اسی طرح مسلمانوں کی عادات اور اسلامی شریعت کے حکموں کے منافی ہے۔ عَقّاد کا یہ قول سچائی سے بالکل دور ہے۔ عربوں کے ہاں اسلام سے قبل بہت دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ جنگوں اور دشمنوں پر فتح یابی کے بعد خواتین سے شادیاں کرتے تھے اور انہیں اس پر فخر ہوتا تھا۔ ڈاکٹر علی محمد صلابی اس بارے میں لکھتے ہیں، یہ سارا واقعہ یہی بیان کر رہے ہیں کہ شرعی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو خالد نے ایک جائز کام کیا اور اس کے لیے شرعاً جائز طریقہ اختیار کیا اور یہ فعل تو اس ذات سے بھی ثابت ہے جو خالد سے افضل تھے۔ اگر خالد پر یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے جنگ کے دوران میں یا اس کے فوراً بعد شادی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مُرَیْسِیع کے فوراً بعد جُوَیرِیہ بنت حارِث سے شادی کر لی تھی اور یہ اپنی قوم کے لیے بڑی بابرکت ثابت ہوئی تھیں کہ اس شادی کی وجہ سے ان کے خاندان کے سو آدمی آزاد کر دیے گئے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ میں آگئے اور اس شادی کے بابرکت اثرات میں سے یہ ہوا کہ ان کے والد حارِث بن ضِرار مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے فوراً بعد صفیہ بنتِ حُیَیّ بنتِ اَخْطَب سے شادی کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سلسلہ میں اسوہ اور نمونہ

موجود ہے تو عتاب اور ملامت کی کوئی وجہ نہیں۔
(سیدنا ابو بکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 334 تا 336 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

حضرت خالد بن ولیدؓ کو بلاوجہ اس پر الزام لگایا جائے اس لیے یہ تفصیل میں نے بیان کی ہے کہ بعض کم علم آج کل بھی یہ سوال اٹھاتے ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اصل میں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس بارے میں صحیح تھے اور حضرت ابو بکرؓ نے نعوذ باللہ انصاف سے کام نہیں لیا اور غلط رنگ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی حمایت کی ہے حالانکہ یہ ساری تفصیلات جو انہوں نے دیکھیں، حضرت ابو بکرؓ نے سارا جائزہ لیا پھر فیصلہ کیا اور اس سارے الزام سے حضرت خالدؓ کو بری فرمایا۔

حضرت خالدؓ کی یمامہ کی طرف روانگی

کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ وہ قبیلہ اَسَد، غَطَفَان اور مالک بن نُوَیرَہ وغیرہ سے فارغ ہو کر یَمَامہ کا رخ کریں اور اس کی بڑی تاکید کر رکھی تھی۔ شَرِیك بن عَبْدَہ فَزَارِی بیان کرتے ہیں۔ میں ان لوگوں میں سے تھا جو معرکہ بُزَاخَہ میں شریک تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؓ نے مجھے خالد کی طرف روانہ کیا۔ میرے ساتھ

حضرت خالدؓ کے نام ایک خط

تھا جس میں لکھا تھا کہ اَمَّا بَعْد! تمہارے پیغام رساں کے ذریعہ سے تمہارا خط ملا۔ اس میں معرکہ بُزَاخَہ میں اللہ کی فتح اور نصرت کا تم نے ذکر کیا ہے اور اسد و غطفان کے ساتھ جو معاملہ تم نے کیا ہے وہ مذکور ہے اور تم نے تحریر کیا ہے کہ میں یمامہ کی طرف رخ کر رہا ہوں۔ تمہیں میری وصیت ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک سے تقویٰ اختیار کرو اور تمہارے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کے ساتھ نرمی برتو۔ ان کے ساتھ باپ کی طرح پیش آؤ۔ اے خالد! خبردار بَنِی مُغِیرہ کی نخوت و غرور سے بچنا۔ میں نے تمہارے متعلق ان کی بات نہیں مانی ہے جن کی بات میں کبھی نہیں ٹالتا۔ لہٰذا تم جب بنو حنیفہ سے مقابلہ میں اترو تو ہوشیار رہنا۔ یاد رکھو! بنو حنیفہ کی طرح اب تک کسی سے تمہارا مقابلہ نہیں پڑا۔ وہ سب کے سب تمہارے خلاف ہیں اور ان کا ملک بڑا وسیع ہے۔ لہٰذا جب وہاں پہنچو تو بذاتِ خود فوج کی کمان

سنبھالو۔ میمنہ پر ایک شخص کو اور میسرہ پر ایک شخص کو اور شہسواروں پر ایک کو مقرر کرو۔ اکابرین صحابہ اور مہاجرین و انصار میں سے جو تمہارے ساتھ ہیں ان سے برابر مشورہ لیتے رہو اور ان کے فضل و مقام کو پہچانو۔ پوری تیاری کے ساتھ میدانِ جنگ میں جب دشمن صف بستہ ہوں تو ان پر ٹوٹ پڑو۔ تیر کے مقابلے میں تیر، نیزے کے مقابلے میں نیزہ، تلوار کے مقابلے میں تلوار۔ ان کے قیدیوں کو تلواروں پر اٹھالو۔ قتل کے ذریعہ ان میں خوف وہراس پیدا کرو۔ ان کو آگ میں جھونکو۔ خبردار میری حکم عدولی نہ کرنا۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔

یہ خط جب خالد کو ملا تو آپؓ نے اس کو پڑھا اور کہا ہم نے سن لیا اور ہم اس کی مکمل فرمانبرداری کریں گے۔ خالد نے مسلمانوں کو اپنے ساتھ تیار کیا اور بنو حنیفہ یعنی مسیلمہ یا جن کی سربراہی مسیلمہ کذاب کر رہا تھا ان سے قتال کے لیے روانہ ہوئے۔ انصار پر ثَابِت بن قَیس بن شَمَّاس امیر مقرر تھے۔ مرتدین میں سے جن سے راستہ میں واسطہ پڑتا اس کو عبرت ناک سزا دیتے۔ ادھر حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے سے خالد کی حفاظت کے لیے ایک بہت بڑی فوج بہترین اسلحہ سے لیس روانہ کی تا کہ لشکرِ خالد پر کوئی پیچھے سے حملہ آور نہ ہو سکے۔ خالد کا گزر یمامہ کے راستے میں بہت سے بدو قبائل سے ہوا جو مرتد ہو چکے تھے۔ ان سے جنگ کر کے انہیں اسلام کی طرف واپس لائے۔ راستہ میں سَجَاحؔ کی بچی کھچی فوج ملی ان کی خبر لی۔ انہیں قتل کیا اور عبرت ناک سزائیں دیں۔ پھر یمامہ پر حملہ آور ہوئے۔
(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 353-354 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

جنگ یمامہ کی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گی۔

☆...☆...☆

(الفضل انٹرنیشنل 3؍جون 2022ءصفحہ 5تا9)